1

نئے سال کے لئے چار باتیں

(فرمودہ یکم جنوری 1926ء)

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جلسہ سالانہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک اہم یادگار ہے۔ خیروخوبی کے ساتھ ختم ہوا۔ باوجود ان انتہائی درجہ کی مشکلات کے جن کی وجہ سے ظاہری حالات کے ماتحت اس دفعہ جلسہ کا انعقاد بہت مشکل نظر آتا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اس کی مہربانی اور نوازش سے جماعت کو توفیق ملی کہ نہ صرف جلسہ خیروخوبی سے اپنی ذات میں ہوا۔ بلکہ جیسا کہ اندازہ لگایا گیا ہے جلسہ کے اخراجات کا بھی ایسا بوجھ نہیں پڑے گا جیسا کہ گزشتہ سالوں میں پڑا کرتا تھا۔

اب نیا سال شروع ہوا ہے اور شروع بھی ایک نہایت مبارک دن سے ہوا ہے یعنی ایسے دن سے شروع ہوا ہے جس میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے جب کہ دعائیں خصوصیت سے قبول ہوتی ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا موقعہ دیا ہے کہ ہم اس سال کو ایسی کوشش اور ایسی دعا کے ساتھ شروع کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کی ابتدا کو اس کے درمیان کو اور اس کے انتہاء کو ہمارے لئے مبارک کرے۔

میں چاہتا تھا کہ آج میں اپنی جماعت کو بعض نصائح اس کے کاموں کے متعلق کروں اور اس کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاؤں۔ لیکن چونکہ جمعہ کا دن جلسہ کے اتنا قریب آیا ہے اور جلسہ میں کام کرنے کا اثر میری صحت اور گلہ پر بہت پڑا ہے۔ اس لئے میں مفصل تقریر نہیں کر سکتا اور اختصار کے ساتھ بعض باتیں بیان کرتا ہوں۔

سب سے پہلے تو میں تبلیغ کو لیتا ہوں۔ اس کے بغیر ہمیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہماری جماعت اس وقت اتنی قلیل ہے کہ دنیا کی ذمہ داریوں کا جو بوجھ اس کے سر پر ہے اسے اٹھا

نہیں سکتی۔ چاروں طرف سے آوازیں آ رہی ہیں کہ خدا کے رسول کا پیغام ہم تک پہنچایا جائے۔ لیکن ہمارے پاس ان سب کے پاس جانے اور انہیں پیغام پہنچانے کے ذرائع نہیں ہیں۔ اور اس کی بظاہر ایک ہی صورت نظر آتی ہے کہ ہندوستان میں ہماری تبلیغ وسیع ہو۔ جب تک ہندوستان میں تبلیغ کا حلقہ وسیع نہ ہوگا اور خصوصاً" پنجاب میں اس وقت تک ہم وہ بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں ہو سکیں گے جس کا اٹھانا ہمارا فرض ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس سال جلسہ پر بیعت پہلے سالوں کی نسبت زیادہ ہوئی ہے۔ تین سو کے قریب مردوں نے اور ساڑھے تین سو کے قریب مستورات نے بیعت کی ہے۔ پچھلے سالوں میں پانچ سو تک تعداد پہنچتی تھی۔ اس سال چھ سو سے بھی زیادہ تعداد نے بیعت کی ہے۔ پھر تعداد کے زیادہ ہونے کے علاوہ اس سال ایک اور بھی خصوصیت ہے۔ اور وہ یہ کہ بیعت کرنے والوں میں بالعموم ایسا طبقہ تھا جو اپنے اپنے حلقہ میں اثر اور رسوخ رکھنے والا ہے۔ گویا اس سال کمیت کے لحاظ سے بھی اور کیفیت کے لحاظ سے بھی بیعت کرنے والوں کو خاص خصوصیت حاصل تھی۔ تعلیم یافتہ اور بارسوخ طبقہ نے پچھلے سالوں کی نسبت زیادہ بیعت کی۔ پھر ایک اور خصوصیت یہ بھی ہے کہ ایسے علاقوں کے لوگوں نے بیعت کی ہے جہاں اس وقت تک ہماری جماعت نہ تھی اور بیس بائیس سال سے ہم وہاں کوشش کر رہے تھے۔ اس دفعہ خدا کے فضل سے تین چار ایسے علاقوں کے لوگوں نے بیعت کی ہے جو احمدیت کی مخالفت کے گڑھ تھے۔ پھر جلسہ پر ملاقات کے دوران میں احباب سے معلوم ہوا ہے کہ عام طور پر اس تبلیغی پروگرام کے نتیجہ میں جو پچھلے سال سے شروع کیا گیا ہے ایسے علاقوں میں بھی زندگی کے آثار پیدا ہو گئے جہاں اس سے پہلے بالکل خاموشی تھی۔ ان علاقوں میں کثرت سے لوگ احمدیت کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ تبلیغ کا پروگرام ایسا نہیں جسے ایک سال کے بعد ترک کر دیا جائے اور یہ سمجھ لیا جائے کہ اب کام ہو چکا۔ کیونکہ تبلیغ ایک جنگ ہے اور جنگ بھی روحانی جنگ اور روحانی جنگیں لمبی ہوا کرتی ہیں۔ اس لئے میں سب سے پہلے تبلیغی پروگرام کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اور دوستوں سے امید رکھتا ہوں کہ ان میں سے جنھوں نے پہلے اس طرف توجہ نہیں کی وہ اب کریں گے اور جنھوں نے پہلے توجہ کی ہے وہ اس میں اور زیادتی کریں گے۔

میں نے پہلے بھی اپنی جماعت کے دوستوں کو توجہ دلائی تھی اور اب بھی دلاتا ہوں کہ تبلیغ لیکچروں اور مباحثوں سے نہیں ہوا کرتی۔ ان سے لوگوں میں جوش تو پیدا کیا جا سکتا ہے۔ مگر احمدیت قبول نہیں کرائی جا سکتی۔ یہ کام افراد سے ملنے اور گفتگو کرنے سے ہی ہو سکتا ہے جن جماعتوں نے

گزشتہ سال اس پہلو پر زور نہیں دیا۔ بلکہ یہاں سے مبلغ منگا کر لیکچر دلانے یا خود لیکچر دینے پر زور دیا ہے ان میں ترقی نہیں ہوئی اور اگر ہوئی ہے تو بہت کم۔ لیکن جنھوں نے اس بات کو سمجھ لیا ہے کہ تبلیغ افراد سے ملنے اور گفتگو کرنے سے ہو سکتی ہے۔ انہوں نے خاص طور پر ترقی کی ہے۔ بعض جگہ تو جماعتیں پہلے کی نسبت دگنی تعداد میں ہوگئی ہیں اور بعض جگہ اس سے بھی زیادہ ترقی ہوئی ہے۔

اصل بات یہ ہے جیسا کہ ایام جلسہ میں ملاقات کرنے والے اصحاب کو بھی میں نے سمجھایا کہ بعض بیماریوں کے علاج ایک تو ٹوٹکے ہوتے ہیں جو عورتوں کو بھی یاد ہوتے ہیں۔ لیکچر اس کے مشابہ ہوتا ہے۔ جس طرح ٹوٹکا اگر مطابق آجائے تو فائدہ ہو جاتا ہے ورنہ نہیں۔ اسی طرح لیکچر ہوتا ہے اگر اس میں کوئی ایسی بات بیان کی گئی جو سننے والے کے کسی شک و شبہ کے لئے مفید ہوئی تو اسے فائدہ پہنچ گیا۔ ورنہ وہ کورے کا کورا رہا لیکن افراد کی تبلیغ ایسی ہوتی ہے جیسے طبیب یا ڈاکٹر کا علاج۔ ڈاکٹر بیمار کو دیکھتا ہے کہ اسے کیسا بخار ہے کیسا نزلہ ہے اور پھر جس قسم کی بیماری ہوتی ہے اس کے مطابق علاج کرتا ہے۔ اسی طرح انفرادی تبلیغ کرنے والا دیکھتا ہے کہ کس قسم کے شکوک اور شبہات کسی شخص کے دل میں ہیں اور پھر ان کے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ایک لیکچرار یا واعظ کھڑا ہو کر لیکچر دیتا ہے اور اپنے لیکچر میں انی متوفیک الخ کی آیت پر بہت زور دیتا ہے لیکن سامعین کے دل میں و ما قتلوہ الخ کی آیت کھٹکتی ہے۔ مولویوں نے اس کے متعلق شبہات ڈالے ہوتے ہیں تو انہیں لیکچرار کے سارا زور صرف کر دینے سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ لیکن اگر افراد کو تبلیغ کی جائے گی تو گفتگو میں جس شخص کے دل میں جو اعتراض ہوگا وہ اسے پیش کر کے کہے گا کہ اس کا جواب دو اور مجھے یہ بات سمجھاؤ اس طرح اس کے سمجھنے اور ہدایت پانے کا زیادہ موقعہ ہوگا۔

پس لیکچر کی مثال اس ٹوٹکے کی سی ہوتی ہے جو عورتوں کو بھی یاد ہوتا ہے اور جس سے کسی کو فائدہ پہنچ جاتا ہے مگر بہتوں کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور افراد کو تبلیغ کرنا ڈاکٹری علاج کی طرح ہوتا ہے۔ ڈاکٹر بھی پیٹنٹ دوائیاں یاد رکھتے ہیں اور جب ضرورت ہو انہیں استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح بے شک افراد کی تبلیغ میں ایسی باتیں بھی استعمال کی جائیں جو ٹوٹکا کے طور پر ہوں۔ لیکن اصل طریق تبلیغ یہی ہے کہ افراد سے مل کر ان کے شکوک اور شبہات کا ازالہ کرنے کی کوشش کی جائے۔ پس تمام احمدی جماعتوں کو چاہیے کہ ان کا ہر ایک فرد ایک ایک دو دو آدمیوں کو مد نظر رکھ کر ان کو تبلیغ کرے۔ اگر اس پر پورے طریق سے عمل کیا جائے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک سال میں جماعت دگنی ہو سکتی ہے اور کئی جگہ ہو بھی گئی ہے۔

دوسری بات جس کی طرف میں احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس سال خاص طور پر مدنظر رکھیں۔ وہ جماعت کی تربیت ہے۔ جماعت خدا کے فضل سے اب اتنی ترقی کر گئی ہے کہ تربیت کی ضرورت خاص طور پر محسوس ہو رہی ہے۔ اس پہلو میں ایک معاملہ خاص توجہ کا مستحق ہے۔ اور وہ آپس کے جھگڑوں کا معاملہ ہے۔ کثرت جماعت کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ حقوق ٹکرا جاتے اور اس طرح مختلف پارٹیاں بننی شروع ہو جاتی ہیں پچھلے سال میں نے سیالکوٹ کے احمدیوں کو توجہ دلائی تھی۔ اور اب سب سے کہتا ہوں کہ جب کوئی لڑائی جھگڑا پیدا ہو جائے تو پھر کسی کو جج مقرر کرنا اتنا مفید نہیں ہو سکتا۔ جتنا پہلے سے مقرر کرنے سے ہو سکتا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہر جگہ کی جماعتیں اس بارے میں انتظام کریں۔ جہاں بڑی جماعتیں ہوں وہاں ۵-۶ آدمیوں کی اور جہاں چھوٹی ہوں۔ وہاں تین چار کی پنچایت بنائی جائے اور ساری جماعت یہ طے کرے کہ کسی جھگڑے میں یہ پنچایت جو فیصلہ کرے گی اسے منظور کیا جائے گا۔ پھر جب کوئی جھگڑا ہو تو اس پنچایت میں پیش کیا جائے۔ اور فریقین اقرار کریں کہ ہم اس کا فیصلہ مانیں گے۔ اور دوسرے لوگ یہ اعلان کریں کہ جو فیصلہ پنچایت کرے گی ہم اس کی تائید کریں گے۔ اس بارے میں تفاصیل میں بعد میں شائع کروں گا۔ مگر جلد سے جلد ہر جگہ پنچایت ضرور قائم ہو جانی چاہئے تاکہ فتنہ و فساد کے دروازے بند ہو جائیں۔

تیسری بات جو اس سال مدنظر رکھنی ضروری ہے وہ جماعت کی مالی حالت ہے میں نے بتایا ہے کہ کوئی نیا کام اس وقت تک نہ شروع کیا جائے گا جب تک مالی حالت قابل اطمینان نہ ہو جائے۔ مگر موجودہ حالت اس حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ جو کام ہو رہے ہیں ان میں بھی رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں۔ اس کے لئے ایک صورت تو میں نے یہ بتائی تھی کہ جب تک مشکلات دور نہ ہو جائیں اس وقت تک ہر سال ۴۰ فیصدی چندہ خاص ادا کیا جائے۔ اس کے علاوہ دو اور ذرائع بھی ایسے ہیں جن پر عمل کرنے سے مالی حالت درست ہو سکتی ہے۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ جو نادہند ہیں یا پوری شرح سے چندہ نہیں دیتے ان سے پورا چندہ وصول کیا جائے۔ اس طریق سے موجودہ حالت میں جس قدر زائد آمدنی کی ضرورت ہے اس کا ۵۰ فی صدی اس طرح وصول ہو سکتا ہے۔ مثلاً ”۴۰ ہزار کی ضرورت ہے تو کم از کم ۲۰ ہزار اس طرح وصول ہو سکتے ہیں۔ پس احباب اس بات کی کوشش کریں کہ اپنے اپنے مقامات میں جو لوگ چندہ دینے میں سست ہیں۔ ان سے باقاعدہ وصول کریں۔ اور جو مقررہ شرح سے کم چندہ دیتے ہیں۔ ان سے پوری شرح پر چندہ لیا جائے۔

دوسرا طریق یہ ہے کہ وصیت کرنے پر زور دیا جائے۔ اگر دو ہزار نئے موصی ہو جائیں۔ تو پھر

بقیہ ۲۰ ہزار اس طرح پورا ہو سکتا ہے۔ اور اگلے سال چندہ خاص کی ضرورت نہیں پیش آئے گی پھر اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ وصیت کرنے والے چندہ وصیت ادا کرنے کو بوجھ نہیں سمجھیں گے۔ وہ وصیت کر کے خدا کے انعام کے مستحق بنتے ہیں۔ اس لئے وہ شکایت نہیں کریں گے۔ پس اگر وصایا پر زور دیا جائے تو یہ احساس اور بلاوجہ احساس جو کچھ لوگوں میں پایا جاتا ہے کہ ہم پر بہت بوجھ پڑ گیا ہے۔ دور ہو سکتا ہے۔ اس وقت قلیل حصہ جماعت کا ایسا ہے جو وصیت کے معیار کے مطابق ماہوار چندہ دیتے ہیں اور کثیر نہیں دیتے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس معیار کو ادنیٰ معیار قرار دیتے اور فرماتے ہیں۔ جو وصیت نہیں کرتا اس میں ڈر ہے کہ نفاق کی رگ ہو۔ اب اگر جماعت کا وہ حصہ جو وصیت کے مقرر کردہ ادنیٰ معیار یعنی آمدنی کے دسویں حصہ سے بھی کم چندہ دیتا اور پھر شور مچاتا ہے کہ بڑا بوجھ پڑ گیا اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ نفاق کی رگ کو دور کرنے میں کس طرح کامیاب ہو سکے گا۔ اگر وصیت پر زور دیا جائے تو وہ لوگ جو اب سمجھتے ہیں کہ ان سے زور کے ساتھ چندہ لیا جاتا ہے موجودہ شرح سے زیادہ چندہ دیں گے اور اپنی خوشی سے دیں گے کیونکہ وہ سمجھیں گے کہ ہم وصیت میں دیتے ہیں۔ اس طرح ان کے نقطہ نگاہ میں تبدیلی ہو جائے گی اور نقطہ نگاہ کی تبدیلی سے بہت بڑا تغیر ہو جایا کرتا ہے۔ اس طرح کم از کم ایک لاکھ آمدنی زیادہ ہو سکتی ہے پھر میں نے بتایا ہے کہ مالی بوجھ جماعت کی زیادتی سے بھی دور ہو گا۔ اس لئے تبلیغ میں خاص کوشش کرنی چاہئے۔

چوتھی بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کی فروخت کے لئے خصوصیت سے کوشش کی جائے یا اس بات کو اور وسیع کر کے کہتا ہوں کہ سلسلہ کا لٹریچر فروخت کیا جائے۔ دیکھو آریہ ہر سال ہزارہا کی تعداد میں ستیارتھ پرکاش اور دوسری کتابیں فروخت کرتے اور عیسائی لاکھوں کی تعداد میں انجیل وغیرہ بیچتے ہیں۔ ہم نے اس بارے میں گذشتہ سال کے آخری مہینہ میں تجربہ کیا ہے جو خوش کن ثابت ہوا ہے۔ ہم نے لاہور ایک آدمی مقرر کیا جس نے بڑے بڑے بارسوخ لوگوں ججوں، بیرسٹروں، وکیلوں، رئیسوں میں کئی سو کی کتابیں فروخت کی ہیں اسے ہم کتب کی فروخت نہیں کہتے بلکہ یہ خالص تبلیغ ہے اور یہ طریق تبلیغ بہت زیادہ مفید ہے کیونکہ جو لوگ کتابیں مول لیتے ہیں وہ پڑھتے بھی ہیں۔ پس دوست ہر جگہ بک ڈپو قائم کر کے کتابیں فروخت کرنے کی کوشش کریں تو ہر سال ہزاروں روپیہ کی کتابیں فروخت ہو سکتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تبلیغ میں بھی بہت کامیابی ہو گی۔ ایک تو آمدنی بڑھے گی اور دوسرے تبلیغ مفت میں ہو جائے گی۔ اور لوگوں کو

ہمارے سلسلہ کی کتابیں خریدنے کی عادت ہوگی۔ لوگ آریوں اور عیسائیوں کی کتابیں اس لئے خریدتے ہیں کہ وہ مفت نہیں دیتے ہم چونکہ مفت دیتے رہے ہیں اس لئے لوگوں کو قیمتاً خریدنے کی عادت نہیں۔ اب اگر فروخت کریں گے تو انہیں عادت ہوگی اور عادت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔ دیکھو پہلے غیر احمدی ہمارے جلسہ پر بہت کم آتے تھے۔ مگر اب کم از کم ہزار کے قریب معززین آتے ہیں۔ اسی طرح کتابوں کے متعلق ہوگا۔ اگر پانچ سال متواتر اس کے لئے کوشش کی جائے تو پچاس ساٹھ ہزار بلکہ لاکھ تک سالانہ بکری ہو جانا بھی مشکل نہیں۔ اس طرح سلسلہ کو مالی فائدہ بھی ہوگا اور ہزاروں آدمی احمدی بھی ہوں گے۔

یہ چار باتیں پیش کرکے میں امید رکھتا ہوں کہ ان کے لئے خاص کوشش کرتے ہوئے احباب دوسرے کاموں پر بھی زور دیں گے تاکہ خدا کے فضل کے ماتحت نیک نتائج پیدا ہوں۔ جماعت کی زیادتی ہو۔ اخلاقی اور مالی حالت کی درستی ہو۔ تبلیغ کے لئے نئے میدان حاصل ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی ذمہ داریاں سمجھیں - ہم میں سے جو کمزور ہیں ان کی کمزوریاں دور ہوں اور جو مضبوط ہیں ان کی مضبوطی میں زیادتی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری جن میں نہیں ان میں پیدا ہو اور جن میں ہے ان میں اور بھی زیادہ ہو۔ آمین

(الفضل ۸ جنوری ۱۹۲۶ء)